ڈاکٹر بسمینہ سراج
صدرِ شعبہ اُردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور
ڈاکٹر زینت بی بی
استاد شعبہ اُردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

قدسیہ قدسی کی ادبی خدمات

Dr Bismina Siraj
Head of Urdu Department, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
Dr Zeenat Bibi
Assistant Professor, Urdu Department, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.

Qudsia Qudsi literary services

Qudsia Qudsi is the pioneer female travelogue writer of Khyber Pakhtun khaw .Her work includes poetry, short story and 3 travelogues books .She writes in Urdu, Kindko as well as Persian language .Her writing reflects ease of understanding and continuity due to which she has made a mark for herself in Urdu literature. She is a role model for new female writers of Khyber Pakhtun khaw because of her valuable literary services.

Key words: *Literary, Pioneer, Travelogue, Short Story, Reflects, Understanding, Literature. .Poetess, command, Role model.*

قدسیہ بانو قدسی ۵ ۱ اپریل ۱۹۵۰ء کو پشاور شہر میں پیدا ہوئی ان کے والد سید احمد حسین کا تعلق ہندوستان کے ضلع انبالہ سے تھا۔ جبکہ اُن کی والدہ ایرانی تھیں۔ قدسیہ نے ابتدائی تعلیم قصور میں حاصل کی کیونکہ ان کے والد سرکاری ملازم تھے اور دورانِ ملازمت اُن کا تبادلہ مختلف شہروں میں ہوتا رہا۔ قصور کے بعد اُن کے والد کا تبادلہ پشاور شہر میں ہوا۔ تو قدسیہ نے پشاور میں لیڈی گرفتھ سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کرنے کے فوراًبعد آپ کو ملازمت کرنا پڑی جس کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ کو منقطع کرنا پڑا اور پرائیوٹ طور پر تعلیم جاری رکھی۔ پرائیوٹ بی۔اے کرنے کے بعد انہوں نے پشاور یونیورسٹی سے شعبہ ُاردو میں داخلہ لیا اور ایم۔اے اُردو کیا۔

قدسیہ نے سرکاری ملازمت کا آغاز کینٹ نمبر ون ہائی سکول پشاور سے کیا اور مختلف سرکاری سکولوں میں تبادلہ ہوتا رہا۔ کچھ ناگزیر حالات کی وجہ سے وقت سے پہلے سرکاری ملازمت کو خیر باد کہنا پڑا۔ سرکاری ملازمت چھوڑنے کے بعد پشاور کے ایک پرائیوٹ تعلیمی ادارے فارورڈ ماڈل کالج برائے خواتین حیات آباد میں دس سال تک بطور لیکچرر درس و تدریس میں مشغول رہیں۔

آٹھویں جماعت میں فارسی کے شعر سے شعر گوئی کا آغاز کیا۔ اور شعر و شاعری کے ساتھ ساتھ افسانہ نگاری بھی شروع کر دی ان کا پہلا افسانہ "اور تصویر بن گئی" شہباز اخبار میں شائع ہوا۔ اُن کے تین سفر نامے، "گردِ سفر" "الخلیل والنخیل" اور "اخضری سرزمین" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ایک شعری مجموعہ "صدا بصحرا"، ہندکو افسانوی مجموعہ "کنڈے کنڈے وادی" شائع ہو چکے ہیں۔ فارسی رباعیات کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ 'قدسیہ کا پہلا سفر نامہ گردِ سفر ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ اس سے پہلے صوبہ خیبر پختونخوا میں کسی خاتون کا سفر نامہ شائع نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے صوبہ خیبر پختونخوا کی پہلی سفر نامہ نگار خاتون کا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔

قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت عطا کی ہے کہ وہ بیک وقت کئی زبانوں میں ادب تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ انہوں نے اُردو، ہندکو اور فارسی میں اپنی تخلیقات کو شائع کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک قد آور ادیبہ ہیں۔ ان کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ۔

> "صوبہ سرحد کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے سبھی اصنافِ نظم و نثر میں طبع آزمائی کی ہے۔ شاعری افسانہ، ڈرامہ، سفر نامہ اور منظوم ترجمہ ان کی کاوشیں ہیں۔ ان سب میں ایک ہی پیغام ہے۔ وہ ہے احترام انسانیت، امن اور محبت، انہوں نے حرف کو ذریعہ بنایا ہے۔ اور حرف کا استعمال مختلف انداز سے کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں ناہمواریوں کا دکھ ہے ناانصافی کا رونا ہے۔ (۱)

قدسیہ نے گردِ سفر کو اکادمی افکار پشاور سے شائع کیا۔ اس سفر کو ۸۲ مختلف عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ اس سفر نامے میں اُنہوں نے ایران، عراق، شام، اُردن، ترکی اور انڈیا کے سفر کا حال بیان کیا۔ اس سفر نامے کو ہم ایک مذہبی سفر نامہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ قدسیہ نے مقدس زیارات کی سیر کی اور اپنے دلی جذبات و احساسات میں اپنے پڑھنے والوں کو بھی شامل کیا ہے۔ ان کے سفر نامے گردِ سفر کے بارے میں خاطر غزنوی لکھتے ہیں کہ:

> "محترمہ قدسیہ قدسی ایک گھریلو خاتون ہیں۔ عقائد کے ماحول کی پروردہ، مذہبی عقیدت و محبت کی دلدادہ، نہ ہونے اپنے طور پر وہ ادب و شعر سے بھی دلچسپی لیتی رہیں لیکن ان

> کے ادبی سفر میں ثابت قدمی سبب وہ کئی بعد میں آنے والی خواتین سے بھی کم تر متعارف رہیں۔ اب سفر نامے کی طرف ان کی سنجیدہ توجہ یہ کہہ رہی ہے کہ وہ قلم کی دنیا کو سنجیدگی سے ایک قابل لحاظ دنیا سمجھیں گی۔ ایران، بھارت، عراق، ترکی، اُردن شام کے مختصر سفر نامے ان کے ذوقِ سفر اور ان کے مذہبی رجحانات کی تصویریں ہیں۔ ان سفر ناموں میں ایک عمومی سفری جائزہ بھی ملتا ہے۔ سفر کی تکالیف اور لذتیں انہیں مسحور کئے رہیں اور اس سفر کو انہوں نے اپنے طور پر خوب لکھا ہے۔ (۲)

قدسیہ قدسی نے یہ سفر اسلامی ممالک میں مقدس مقامات کی زیارت کی غرض سے کیا تھا اس لئے مقدس مقامات پر پہنچ کر وہ شدتِ جذبات سے مغلوب ہو جاتی ہے اور مقدس مقامات کا ذکر مکمل جذئیات کے ساتھ کرتی ہے اور ہر منظر ایسا بیان کرتی ہیں کہ اُس منظر کی جیتی جاگتی تصویر ہمارے آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ گردِ سفر میں معلومات کا ذخیرہ تو ہے ہی جن ممالک کا ذکر کیا ہے اُس کی منظر کشی بھی کمال کی ہے۔ مناظرِ فطرت ہو یا انسانوں کی بنائی ہوئی چیزیں قدسیہ اس کی منظر کشی اتنے حسین پیرائے میں کرتی ہے کہ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے گویا وہ یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

قدسیہ قدسی کا دوسرا سفر نامہ الخلیل و النخیل کے نام سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ یہ حج کا سفر نامہ ہے۔ اس سفر نامے میں ایک خاص کیفیت دردِ عشق، رقت اور اظہار عقیدت کا اظہار مصنفہ کے ایک ایک جملے سے عیاں ہے۔ اس سفر نامے کے بارے میں ڈاکٹر ظہور احمد اعوان اپنے مضمون "قدسیہ قدسی کی سفر نامہ نگاری" میں لکھتے ہیں کہ:

> "سب کے سامنے عیاں وارزاں ہے۔ جھولی اور ظرف کی بات ہے۔ ہوش و نیوش کی بات ہے جو جتنا مدہوش ہوتا ہے اتنا ہی کم سوادرہتا ہے۔ جھولیاں نہیں بھر پاتا۔ ہوش میں رہے تو سواد نظروں سے معدوم ہو جاتا ہے۔ ایک عجیب سفر و خضر ہے۔ آنکھیں کھولے تو نظارے بند کرتے تو نظارے۔ قدسیہ نے بھی کھلی و بند آنکھوں کے نظارے کو دنیا کو دکھایا۔ اسی کے نتیجہ میں یہ سفر نامہ عالم وجود میں آیا ہے۔" (۳)

قدسیہ کے قلم میں روانی ہے اور کھلے دل اور کھلی آنکھوں کے ساتھ سفر وہ کھلے دل اور کھلی آنکھوں کے ساتھ سفر کرنے والی مصنفہ ہے۔ معمولی معمولی باتوں اور چیزوں کو نظر انداز نہیں کرتی۔ ایک ہی نظر میں معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتی ہیں۔ جہاز میں دیہاتیوں نے جو کچھ کیا اس کے بارے میں لکھتی ہے۔

"وہی علاقائی سادگی جو جہاز میں تھی یعنی اجڈ پن۔ زیادہ تر مسلمانی ہمارے دیہاتیوں ہی میں ہوتی ہے۔ کیا پنجاب کے دیہاتی کیا صوبہ سرحد کے ایک ہی نیچر۔ جہاز میں اس طرح کیلوں، مالٹوں کے چھلکے اور ٹائلٹ پیپرز پھینکے ہوئے تھے جیسے یہ dustbin ہو یا خیبر میل جو کراچی سے پشاور آتے وقت ہوتی ہے یا باڑہ کی بس۔ جگہ جگہ نسوار کی گل کاریاں حالانکہ نسوار کے استعمال کی سخت مخالفت تھی۔"(۴)

اس مذہبی سفر نامے میں مصنفہ نے تمام مقدس مقامات جیسے، آبِ زم زم مقام ابراہیم۔ حجر اسود، صفا مروہ، غلافِ کعبہ، جنت البقیع، مقامِ احد، مسجد قبا، مسجد قبلتین، گنبد خضریٰ اور ان تمام جگہوں سے وابستہ تاریخی واقعات کے بارے میں بڑی تفصیل فراہم کی ہے۔ جب مصنفہ پہلی بار بیت اللہ کو دیکھتی ہے تو اس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کرتی ہے۔

"آج بیت اللہ ہمارے سامنے تھا جس کو ہم تصاویر اور ٹی۔ وی پر دیکھتے تھے آج اُسے روبرو اور چھو کر دیکھ رہے ہیں۔ کتنی قدیم تاریخ ہے اس گھر کے طواف سعی کے بعد زم زم پر تاریخ آئے۔ اس معصوم بچے کی ایڑیوں میں یا ان کے کر دیا کہ کروڑوں لوگ ہزار ہا سال سے سیر اب رونے میں کیا کمال تھا کہ فرشتے جبرائیل نے پر مار کر ایسا چشمہ ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ مامتا کی سعی اتنی پسند آئی کہ اسے شعائر اللہ میں شامل کر دیا۔ یہ ادا اتنی پسند آئی کے اس کے بغیر نہ عمرہ مکمل ہوتا ہے نہ حج۔" (۵)

اخضریں سرزمیں کے نام سے قدسیہ قدسی کا تیسرا سفر نامہ ملائشیا کا ہے۔ یہ سفر نامہ جنوری ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اس سفر نامے کی بد قسمتی یہ ہے کہ مصنفہ کو اسے دوبار لکھنا پڑا کیونکہ مصنفہ سے لکھا ہوا مسودہ کہیں کھو گیا تھا ورنہ کافی سال پہلے یہ شائع ہو چکا ہوتا۔ اس کہانی کو یوں بیان کرتی ہیں۔

"۲۰۱۵ کو میں نے ملائیشیا کا سفر نامہ لکھا، کمپوزر کرنے دیا آدھے سے زیادہ کمپوز ہو گیا جو تیار تھا وہ لے آئی پھر درمیان میں کچھ کام پڑ گئے جو کمپوز تھا سنبھال کر رکھا اور حیرت ہے کہ وہاں سے غائب۔ پھر کمپیوٹر والے سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ ہم نے اپنا سیٹ اپ حیات آباد شفٹ کر لیا ہے۔ آپ اتنے عرصہ سے غائب تھیں اور کافی عرصہ سے کئی رابطہ بھی نہیں کیا ہمارے پاس کوئی مسودہ نہیں ہے آپ کے پاس ہو گا ۲۰۱۷ میں دوبارہ لائیشیا جانا ہو پھر میں فارسی رباعیات لکھنے میں مصروف ہو گئی۔ اب دوبارہ لکھنا پڑا۔" (۶)

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان نے قدسیہ کے دوسرے سفر نامے میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ وہ اب مصر کا سفر نامہ لکھیں گی اُن کے الفاظ یہ تھے۔

اُن کا اگلا سفر نامہ فرعونوں کی سرزمین مصر ہو گا۔ اس طرح اُن کا تیسرا سفر نامہ بھی ضرور آئے گا۔ وہ سفر کرتی اور سفر نامے لکھتی رہیں گی اور ہم پڑھتے اور لطف اٹھاتے رہیں گے۔" (۷)

قدسیہ نے مصر کے برعکس ملائیشیا کا سفر نامہ لکھا۔ اُن کا اکلوتا بیٹا اس ملک میں بیوی بچوں کے ساتھ روزگار کی وجہ سے رہتا ہے اس لئے سال دو سال بعد اپنے بچوں سے ملنے کے لئے اُن کو ملائیشیا کو سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس سفر کی مجبوری کو وہ یوں بیان کرتی ہے۔

دو سال تک تو پاکستان میں اکیلی رہی آخر کب تک کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے مجھے اپنے بیٹے کے پاس آنا پڑا کشتیاں جلا کر۔ کشتیاں جلانے کے باوجود پاکستان اور پشاور کا چکر تو ضرور لگا کرے گا۔ ملائیشیا جو کہ ایک لحاظ سے میرا سیکنڈ ہوم ہے۔ ملائیشیا میں میرا پانچواں سال ہے۔ پاکستان کے بعد ملائیشیا ہی میں سکون سے رہا جا سکتا ہے۔ (۸)

قدسیہ قدسی کو منظر کشی پر کمال حاصل ہے اگر وہ اپنی اختصار نویسی کو ترک کر دیں تو اُن کے سفر نامے کافی طویل ہو سکتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی خوبی منظر کشی ہو گی۔ کیونکہ وہ کسی منظر کی عکاسی کرتے ہوئے ایسے الفاظ میں منظر کشی کرتی ہے کہ مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ابھی لطف آنے ہی لگتا ہے کہ منظر بدل جاتا ہے۔

"صدا بصحرا" قدسیہ کا شعری مجموعہ ہے جو ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں بہت خوب صورت انداز میں معاشرے میں پائی جانے والی بے حسی، ظلم، ناانصافی اور بے ایمانی کے خلاف آواز اُٹھائی گئی ہے۔ اس مجموعے کی غزلوں میں فکر کی گہرائی اور فن کی رعنائی بھی پائی جاتی ہے۔

خوں چراغوں میں جلا کر یہ سحر کی ہم نے
تیرگی اپنے مقدر کی مگر کم نہ ہوئی (۹)

قدسیہ کی شاعری میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی افکار نمایاں ہیں۔ اُن کے اظہار میں سچائی پائی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے معاشرے کے تلخ حقائق کو بڑے پُر تاثیر انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ اپنے اردگرد کے ماحول پر کڑی نظر رکھتی ہیں اور معاشرے میں موجود ناانصافی، ظلم بدعنوانی اور لاقانونیت پر طنز کرتی ہیں۔

زر فریب و دغامالِ یاس و نومیدی
تمام عمر یہی ہم نے بس کمایا ہے (۱۰)

قدسیہ کے کلام میں رومانوی مضامین بھی ملتے ہیں لیکن ان کی رومانیت میں سطحی پن نہیں پایا جاتا ہے بلکہ اُن کے ہاں عشق و محبت کا تذکرہ بھی پاکیزگی کے روپ میں ملتا ہے۔

شعلے سے اُٹھ رہے ہیں چناروں کے شہر میں
ویرانیاں بسی ہیں نظاروں کے شہر میں
قدسی اداس کر گیا اک شخص جو ہمیں
پچھلے برس ملا اسی یاروں کے شہر میں (۱۱)

قدسیہ نے اپنی نثر اور شاعری میں انتہائی سادہ زبان استعمال کی ہے۔اس وجہ سے اُن کے کلام میں سہل ممتنع کی بہترین مثالیں موجود ہیں۔انہوں نے قطعات میں میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔اُن کے شعری مجموعے میں قطعات بھی شامل ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ قدسیہ ایک قادر الکلام شاعرہ ہیں۔انہوں نے قطعات میں طنز و مزاح کا بھرپور استعمال کیا ہے اُن کے قطعات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ۔

> اکبر آلہ آبادی کا رنگ اُن کے قطعات میں پایا جاتا ہے جن میں مزاح کے ساتھ گہرا طنز اور کاٹ پائی جاتی ہے۔ (۱۲)

ادب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنے سماج کا ترجمان ہوتا ہے اور جو ادیب اپنے ارد گرد کی جتنی اچھی ترجمانی کرتا ہے اُس کا ادب میں اُتنا ہی بڑا مقام ہوتا ہے۔ادب انسانی زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہوتا ہے۔ادب انسان کو خود غرضی، تعصبات اور ہر قسم کی ہوس سے روکتا ہے۔ کہنی مار کے آگے بڑھنے والے وقتی طور پر تو آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ زندگی میں ناکام ہوتے ہیں۔

کہنی مار کے بڑھتے ہیں
وہ لوگ بلندی چڑھتے ہیں
اوروں کا حق بیٹھے کھاؤ
یہ ایک سبق ہی پڑھتے ہیں (۱۳)

قدسیہ نے غزل، نظم اور قطعات میں شاعری کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ایک بڑی شاعرہ ہیں۔ جس زمانے میں خیبر پختون خوا میں خواتین کا مشاعروں میں جانا معیوب سمجھا جاتا تھا وہ واحد خاتون شاعرہ کی حیثیت سے مشاعروں میں شرکت کرتی تھی اور اپنے بعد آنے والی خواتین کے لئے راہ ہموار کرتی چلی گئیں۔ اُن کے بارے میں ڈاکٹر ظہور احمد اعوان لکھتے ہیں۔

"قدسیہ کو مرد معاشرے میں رہتے، مردوں کی محفلوں میں شریک ہوتے ہوئے تلخ تجربات بھی ہوئے مگر اُن کا شوقِ ادب و شعر اس قدر فراواں ہے کہ وہ بدنہادوں کی کج ادائیوں سے دل برداشتہ نہ ہوئیں۔ میں نے اُن کو سفر وحضر دونوں میں دیکھا ہے اہل قلم کانفرنس میں وہ اسلام آباد بھی گئیں ہر جگہ اُن کی شخصی خوبی، حسن اخلاق و کردار، اُن کا شائستہ اندازِ گفتگو اُن کے ساتھ چلا اور ملنے والوں کو متاثر کرتا رہا"۔ (۱۴)

قدسیہ سیر وسیاحت کی شوقین ہیں۔ انہوں نے زندگی میں ملازمت سے جو کچھ کمایا اسے سیر وسیاحت پر لگا دیا۔ ان کا سیاحت کا یہ شوق کافی مہنگا ہے لیکن اس شوق کے ساتھ ان کا ادبی شوق سفر نامہ کی صورت میں پورا ہو جاتا ہے۔ ان کے دونوں سفر نامے بہت مختصر ہے لیکن ان میں غیر ضروری واقعات اور لفاظی نہیں ہے انہوں نے مختلف ملکوں کی مختصر مگر بھرپور معلومات اور خوبصورت منظر کشی اور دلکش اسلوب کی بدولت قاری ان کے ساتھ خود کو سفر میں شریک سمجھتا ہے ان کے سفر ناموں میں بوجھل پن نہیں ہے۔

زُجاج وسنگ کے نام سے اُن کا فارسی رباعیات کا مجموعہ ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ فارسی زبان قدسیہ کی مادری زبان ہے اور اُن کو اس زبان پر مکمل عبور حاصل ہے۔ فارسی زبان کی شیرنی، مٹھاس، روانی، موسیقیت اور علمیت کے سبھی معترف ہیں۔ کسی زمانے میں یہ برصغیر کی سرکاری اور دفتری زبان تھی۔ مگر انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے اس زبان کو زوال کا شکار ہونا پڑا اور آہستہ آہستہ یہ زبان اپنی اہمیت وافادیت سے محروم ہوگئی۔ مگر خیبر پختون خوا میں قدسیہ قدسی نے اس زبان کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ یہ اس صوبے میں کسی خاتون کی فارسی کی پہلی کتاب ہے۔ اس لئے اُن کے بارے میں آغا سید قیصر عباس لکھتے ہیں:

محترمہ قدسیہ صاحبہ علم و ادب کے حوالے سے ایک باغ و بہار شخصیت کی مالک ہیں وہ ایک ممتاز شاعرہ، ادیب، محقق اور فارسی زبان کی ایک نہایت ہی بیش بہا خزانہ اور قیمتی سرمایہ ہیں اور ماشاء اللہ فارسی زبان پر بڑی دسترس رکھتی ہیں ان کے مزاج میں فارسی

شاعری کے حوالے ایسی فنکارانہ چابکدستی ودیعت ہوئی ہے کہ انہیں پڑھتے ہوئے یاسنتے ہوئے اساتذہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ (۱۵)

زُجاج وسنگ قدسیہ کی فارسی دانی اور فارسی اُنس کی صحیح معنوں میں غمازی کرتی ہے۔قدسیہ کے قلم سے نکلے الفاظ، رباعیات اور قطعات کی صورت میں ڈھلنے کے بعد کچھ اور ہی لطف دیتے ہیں۔

"باھر جمیل تن نمایاں جمال او

باھر ھنز نمایاں باشد کمال او

این حسن کائنات است یک نعمت خدا

مانتواں مجوییئیم ھر گز مثال او (۱۶)

تحریر کی سادگی، روانی اور شگفتگی کی بدولت انہوں نے اردو ادب میں اپنا ایک اہم مقام بنالیا ہے۔

قدسیہ کو دو اعزازات حاصل ہیں ایک یہ کہ وہ خیبر پختونخواہ کی اوالین سفر نامہ نگار خاتون ہیں، دوم یہ کہ فارسی مجموعہ کلام شائع کرنے والی پہلی خاتون شاعرہ ہیں۔

خیبر پختونخواہ کی خواتین ادبا میں آپ کا نام سر فہرست اور سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ آپ اپنی ادبی خدمات کی وجہ سے صوبہ کی لکھنے والی خواتین کے لئے ایک رول ماڈل ہیں۔ آپ نے نامساعد حالات کے باوجود ہار نہیں مانی اور قلم سے اپنا رشتہ بر قرار رکھا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد حلیم شیرازی، ادب نامہ مشمولہ روزنامہ مشرق، بروز بدھ، ۲۲ فروری، ۲۰۰۲

۲۔ خاطر غزنوی، سفر نامہ مشمولہ، گردِ سفر، اکادمی افکار محلہ جنگی پشاور، ۱۹۹۳، ص، ۷

۳۔ قدسیہ قدسی، اخضریں سر زمیں۔ قریشی گرافکس پشاور۔ جنوری ۲۰۲۰، ص، ۳

۴۔ ایضاً، ص، ۳

۵۔ ایضاً، ص، ۵

۶۔ قدسیہ قدسی، اخضریں سر زمیں۔ قریشی گرافکس پشاور۔ جنوری ۲۰۲۰، ص، ۳۵

۷۔ ایضاً۔ الخلیل والنخیل، ص، ۲

۸۔ ایضاً، اخضریں سرزمیں، ص،۸

۹۔ قدسیہ قدسی، صدا بصحرا، دارالاشاعت بزمِ علم وفن پاکستان، ۲۰۰۰، ص،۴۵

۱۰۔ ایضاً، ص،۸۲

۱۱۔ ایضاً، ص،۹

۱۲۔ محمد حلیم شیرازی، ادب نامہ مشمولہ روزنامہ مشرق، بروز بدھ، ۲۲ فروری، ۲۰۰۲

۱۳۔ قدسیہ قدسی، اخضریں سرزمیں۔ قریشی گرافکس پشاور۔ ۳جنوری ۲۰۲۰۔ ص،۱۲۶

۱۴۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، سر دلبراں، الوقار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳، ص،۱۰۹

۱۵۔ قدسیہ قدسی، زُجاج وسنگ، مکان نمبر ۲۰۷۷ محلہ شیخ الاسلام، علاقہ گنج پشاور ۲۰۱۹، ص،۵

۱۶۔ ایضاً، ص،۴۲

References in Roman Script:

1. Muhammad Haleem Sherazi, Adab Nama Mashmoola Roznama Mashriq, Baroz Budh, 22 Feb 2002.
2. Khatir Ghaznavi, Safar Nama, Mashmoola, Garde Safar, Academy Ifkar, Muhala Jangi Peshwar, 1993, Page 7.
3. Qudsia Qudsi, Akhzaren Sar Zameen, Qureshi Graphic, Peshwar, January 2020, Page 3.
4. Ibid, Page 3
5. Ibid, Page5
6. Qudsia Qudsi, Akhzaren Sar Zameen, Qureshi Graphic, Peshwar, January 2020, Page 35.
7. Ibid, Alkhalil walnkhlil, Page 2
8. Ibid, Akhzarein Sarzameen, Page 8
9. Qudsia Qudsi, Sada albashir, Idara ul Ishat, Bazme Ilm wa fun Pakistan, 2000, Page 45.
10. Ibid, Page 82
11. Ibid, Page9
12. Muhammad Haleem Sherazi, Adab Nama, Mashmoola Roznama Mashriq, Baroz Budh, 22 Feb 2002.

13. Qudsia Qudsi, Akhzaren Sar Zameen, Qureshi Graphic, Peshwar, January 3 2020, Page 126
14. Dr. Zahoor Ahmed Awan, Sard Libran, Alwaqar Publications, Lahore, 2003, Page 109.
15. Qudsia Qudsi, Zujaj wa sang, makan number 2077, mohala sheikh ul islam, elaqa ganj Peshwar, 2019, Page 5.
16. Ibid, Page 42